بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

زینت آرائے مسند درس حدیث، سرخیل علماء حق، پیکر سنت، ترجمان حدیث شیخ الحدیث بقیۃ السلف مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی قدس اللہ سرہ العزیز تقریباً ۹۳ برس کی عمر میں ملت مسلمہ کو داغ جدائی دے گئے۔ ۴ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء کی صبح پونے سات بجے جب کہ آفتاب عالمتاب طلوع ہو رہا تھا واہ کینٹ کے فوجی ہسپتال میں علمی اور معنوی دنیا کا یہ روشن آفتاب غروب ہو گیا، دوسرے دن جمعہ کو جبکہ عالم رنگ و بو کا آفتاب مغربی افق پر ڈھلنے والا تھا تو ملک کے طول و عرض سے پروانہ وار جمع ہونے والے حضرت کے لاتعداد معتقدین اور تلامذہ نے علم و عمل، زہد و اخلاص، فقر و قناعت، تقویٰ و للہیت کا یہ معنوی آفتاب آغوش لحد کے سپرد کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، نماز جنازہ حضرت کے بڑے صاحبزادہ نے پڑھائی، اور اندازہ لگانے والوں کے نزدیک شرکاء جنازہ کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی جس نے العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین کا سماں باندھ دیا۔۔۔۔ روح مبارک شوق لقاء میں عرصہ سے مضطرب اور بے قرار تھی اگر کسی نے درازی عمر کی دعا کی تو فرمایا کہ اب تو عافیت اور سلامتی ایمان کی دعا چاہیئے۔۔۔ پچھلے دو چار سالوں سے حج و زیارت کے پردہ مجاز میں تسکین ڈھونڈھ رہے تھے۔ اس سال قرعۂ فال سب سے پہلے اسی دیوانۂ عشق حقیقی کے نام کا نکلا، رخت سفر باندھنے کی تیاری ہونے لگی جس ذات قدسی صفات علیہ السلام کے اقوال و فرمودات کی اشاعت میں عمر بھر مصروف رہے، اب جب اس کی چوکھٹ کی جبہ سائی کا مژدہ آپہنچا تو فرحت و اشتیاق کا کیا عالم ہو گا۔۔۔؟ ملنے والے دعا لینے اور الوداع کہنے حاضر ہونے لگے۔۔۔ ادھر سمیع و بصیر محبوب حقیقی رب کریم اپنے ایک عاشق زار بندہ کے سوز و جذب اور شوق و ولولہ سے بخوبی آگاہ تھا، اپنے بندہ کی ناتوانی اور جسمانی ضعف اور کمزوری اس کی نگاہ میں تھی، اس کے علم میں تھا کہ پیمانۂ شوق اب لبریز ہو چکا ہے، اور خاکی قالب کو لافانی احساسات اور ولولوں کا مزید تحمل نہیں کہ یکایک آغوش رحمت وا ہوئی اور حج و زیارت